جلوہ سحر

حفیظؔ جالندھری

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
زادگان شب	رات کے پیدا کردہ	شرار	چنگاریاں، یہاں مراد ستارے
شرق	مشرق	فسوں گر	جادوگر
شہود	شاہد کی جمع، حاضر	نیاز	حاجت ،آرزو
صنم کدہ	بت خانہ	سنکھ	ناقوس،بیل کے سینگ سے بنتا ہے
پجاری	پوجا کرنے والا	پریت	محبت
جوئبار	بڑی نہر،جس میں دوسری نہر یں آکر ملتی ہیں	رباب	ایک آلہ موسیقی
حسین نمود	ظاہر ہونے والی حسینہ	طلسم شب	رات کا جادو
تاجِ زر	سونے کا تاج	سحابِ نور	روشنی کا بادل
فسوں گر	جادوگھر، ساحر	صحت آفریں	صحت بخش، صحت
سعادت	خوش نصیبی	زیب بر	پہنے ہوئے

اشعار کی تشریح

شعر نمبر۔1

چلا ستارۂ سَحر　　　سنا کے صبح کی خبر

زمیں پہ نور چھا گیا　　　فلک پہ رنگ آگیا
تمام زادگانِ شب　　　چمک چمک کے سو گئے
شرارِ آسمانِ شب　　　دمک دمک کے سو گئے
ستارے زرد ہو چکے　　　چراغ سرد ہو چکے
وہ ٹمٹما کے رہ گئے　　　یہ جِھلملا کے رہ گئے
چلا ستارۂ سحر　　　سنا کے صبح کی خبر

تشریح:

اس بند میں شاعر کہتا ہے کہ جب آسمان پر صبح ہونے کے قریب جو ستارہ چمکتا نظر آتا ہے اُسے ستارہ سحر کہتے ہیں۔ اور اس کا ظاہر ہونا ہمیں اس بات کا ثبوت دیتا ہے کہ صبح ہونے والی ہے شاعر کہتا ہے کہ آسمان پر صبح کا تارہ غاب ہوا ہمیں یہ پیغام دیا کہ صبح ہونے والی ہے اس ستارے کے غاب ہوتے ہی زمین پر روشنی کا ظہور پیدا ہوتا ہے۔ سارے ستارے جو رات کو چمک چمک کر تھک گے تھے۔ نیند کی آغوش میں سوگے۔ آسمان کی ساری چنگاریاں چمک دمک کر سوگیں۔ ستاروں کا رنگ پیلا پڑ گیا یعنی ان میں چمکنے کی صلاحیت ختم ہوگی۔ یہ واقعات تب ہی رونما ہوتے ہیں جب صبح کا ستارہ آسمان سے روانہ ہوجاے۔

شعر نمبر۔2

یکا یک ایک نور کا　　　غبار شرق سے اٹھا
وہ رفتہ رفتہ بڑھ چلا　　　اور آسماں پہ چھا گیا
حسینۂ نمود نے　　　سِیہَ نقاب اٹھا دیا

فُسُوں گر شُہُود نے　　　طِلَمِ شب مٹا دیا
یکایک ایک تازگی　　　یکایک ایک روشنی
نگاہِ جاں میں آگئی　　　حیات میں سما گئی
یکایک ایک نور کا　　　غبار شرق سے اٹھا

تشریح:

اس شعر میں شاعر سورج کے طلوع ہونے کا منظر بیان کرتے ہیں کہ مشرق کی طرف سے ایک دم روشنی کا غبار اُٹھا یعنی مشرق سے سورج نکلا۔ شاعر نے صبح کے وقت شفیق کے پھیلنے کی خوبصورت منظر کشی کی ہے کہ کس طرح اُبھرتے سورج کی زرد روشنی پورے آسمان کو لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ قدرتی طور پر حسن نمائش چاہتا ہے۔ اپنے حسن کی نمائش کرنے والی حسینہ نے جو سیاہ نقاب اوڑھا ہوا تھا۔ اٹھا دیا تاکہ لوگ اس کے حسن کے دیدار سے لطف اندوز ہو سکیں شاعر یہ کہنا چاہتا کہ رات ختم ہوئی اور دن نکل آیا۔ اُن کی نظروں میں جان آگئی۔ اور زندگی میں توانائی بھر گئی۔ لوگ اس مسحور کن روشنی میں اپنے روز مرہ کے کاموں کے لیے تازہ دم ہوگے اور کاروباری زندگی کے لیے نکل پڑے۔ اور ہمیں یہ خبر سنائی کہ اب صبح ہونے والی ہے۔ وہ تازگی اور روشنی زندگی کی نظروں میں آگئی اور زندگی میں رچ بس گئی۔

شعر نمبر۔3

عبادتوں کے در کُھلے　　　سعادتوں کے در کُھلے
درِ قبول وا ہوا　　　دُعا کا وقت آگیا
اذان کی صدا اٹھی　　　جگا دیا نماز کو

چلی ہے اٹھ کے بندگی　　　لیے ہوئے نیاز کو
صنم کدہ بھی کُھل گیا　　　اُٹھا ہے شور سنکھ کا
چلو نمازیو! چلو　　　اٹھو بچاریو! اُٹھو
عبادتوں کے در کُھلے　　　سعادتوں کے در کُھلے

تشریح:

اس شعر میں شاعر کہتا ہے کہ صبح ہوتے ہی تمام عبادت خانوں کے دروازے کُھل جاتے ہیں۔ گویا لوگوں کے لیے خوش بختی کے دروازے کُھل جاتے ہیں۔ ہر مزہب کے پیروکاروں کے لیے دعا کی قبولیت کا وقت آن پہنچا۔ صبح کی آزان کی آواز بلند ہوئی اور اس نے مسلمانوں کو نماز ادا کرنے کے لیے بیدار کیا۔ بُت خانے بھی کُھل گے ہیں اور وہاں سے ناقوس بجنے کی آوازیں بلند ہورہی ہیں۔ اے نماز ادا کرنے والے مسلمانوں ! مسجدوں کو جاو تاکہ نماز پڑھ سکو۔ اے پوجا کرنے والو ! اُٹھو کہ پوجا کا وقت ہوگیا ہے۔

شعر نمبر۔4

کسان اٹھ کھڑے ہوئے　　　مویشیوں کو لے چلے
کہیں مزے میں آ گئے　　　تو کوئی تان اڑا گئے
یہ سرد شبنمی ہوا　　　یہ صحت آفریں سماں
یہ فرش سبز گھاس کا　　　یہ دل فریب آسماں
بسے ہوئے پریت میں　　　ہیں محوان کے گیت میں
کہاں ہیں شہر کے مکیں　　　وہ بے نصیب اُٹھے نہیں
کسان اٹھ کھڑے ہوئے　　　مویشیوں کو لے چلے

تشریح:

شاعر صبح کے منظر کے بارے میں بیان کر رہا ہے وہ کہتا ہے کہ جب صبح ہوتی ہے تو کسان بھی جاگ اُٹھتے ہیں اور اپنے مویشیوں کو لے کر کھیتوں کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔ ان میں کئی کسان اتنے لطف اور سرور میں ہوتے ہیں کہ وہ کسی گیت کے سرور کو خوبصورت انداز میں بیان کرتے ہیں۔ صبح کے وقت چلنے والی ہوا انتہائی صحت بخش اور شبنم کی نمی سے پر ہوتی ہے۔ زمین پر سبز گھاس کا فرش بچھا ہوا ہے اور آسمان بھی بڑا دلفریب منظر پیش کر رہا ہے۔ مگر شاعر افسوس کے ساتھ کہتا کہ ان سب خوش نصیبوں اور دلکش نظروں سے شہر کے لوگ محروم ہیں۔ شہر کے لوگ گاوں کے لوگوں کے مقابلے میں دیر تک سوتے رہتے ہیں اور دیر تک جاگتے ہیں۔ اس لیے ان کی صحت گاوں میں رہنے والوں کے مقابلے میں زیادہ اچھی نہیں ہوتی ہے۔

شعر نمبر۔5

اُٹھی حسینہ سحر　　　پہن کے سر پہ تاج زر
لباسِ نور زیبِ بر　　　چڑ ھی فرازِ کوہ پر
وہ خندۂ نگاہ سے　　　پہاڑ طُور بن گئے
نوائے جوئبار اُٹھی　　　صدائے آبشار اُٹھی
ہواؤں کے رباب اُٹھے　　　خوش آمدید کے لیے
اُٹھی حسینہ سحر　　　پہن کے سر پہ تاجِ زر

تشریح:

اس بند میں شاعر نے صبح کو ایک حسینہ سے مشابہت دیتے ہوئے کہا ہے کہ صبح اس طرح ہوئی جیسے کوئی خوب صورت عورت سر پر سونے کا تاج پہنے ہوئے اُٹھ کر سامنے آگئی ہو۔ اور اس کے جسم پر روشنی کا

لباس ہے۔ یہ دونوں چیزیں تن پر سجاے یہ حسینہ صبح گویا پہاڑ کی چوٹی پر چھا گئی ہے۔ اِس حسینہ کا مسکرانے کا انداز اتنا خوبصورت ہے کہ پہاڑ بھی کوہِ طور بن گے۔ اِس حسینہ کے نور سے نہا رہی ہے۔ سمندر،دریا، ندیاں،نہریں اتنی خوشی سے پُرجوش اور لہلہا رہیں تھیں۔ شاعر نے ہواوں کے چلنے والی آواز کو رُباب کا بجنا سے تشبیہ دی ہے۔یہ رُباب صبح کی آمد کی وجہ سے اس صبح کو خوش آمدید کہ رہے ہیں۔ شاعر نے صبح کا استقبال بڑے ہی شاندار اور پُرجوش انداز میں کیا ہے۔

(سرمایہ اُردو ، انتخاب از حافظ محمود شیرانی)

مشق

سوال نمبرا۔ "جلوۂ سحر "پیش کیا گیا صبح کا منظر اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

جواب: " جلوہ سحر" میں شاعر حفیظ جالندھری نے صبح کا منظر کچھ اس طرح پیش کیا ہے۔ رات بھر چمکنے والے ستارے اور ٹمٹمانے والے دیے ٹھنڈے پڑ گے ہیں۔ ایک خوبصورت حسینہ کی طرح سورج مشرق سے نکلا اور ہر طرف روشنی پھیل گی۔ مسلمانوں اور ہندووں نے اپنی اپنی عبادت گاہوں کا رُخ کیا۔ کسان اپنے مویشی لے کر گیت گاتے ہوے اپنے کھیتوں کی طرف چل پڑے۔ لیکن شہر کے لوگ ابھی سوے ہوے ہیں۔ سورج کی روشنی پڑنے پر پہاڑ اور بادل سراپا روشنی بن گے ہیں۔ ندیاں بہنے اور آبشاروں کے پانی کے گرنے کی آوازیں آنے لگیں۔ گویا صبح کی آمد کی خوشی میں فطرت یہ رُباب بجا رہی ہے۔ ہواوں کے رباب اسے خوش آمدید کہنے کے لیے بجنا شروع ہو جاتے ہیں۔

سوال نمر۲۔ اس نظم میں صبح کا منظر بڑی خوبصورتی سے بیان کیا گیا ہے۔ آپ شام کے منظر کو اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

جواب: شام کا منظر کچھ یوں تھا:

شام کے وقت سورج غروب ہوتا ہے پرندے اپنے اپنے گھوسلوں کو لوٹنا شروع ہو جاتے ہیں۔ دن بھر کھیتیوں میں کام کرنے انسان اپنے مویشی کو لے کر گھروں کو واپس آرہے ہوتے ہیں۔ بستی میں جلنے والے چراغوں کی مدھم روشنی نظر آنے لگتی ہے۔ سورج کے غروب ہونے سے ہر طرف اندھیرا چھا جاتا ہے۔ پرندے اپنے گھونسلوں کی طرف جارہے ہوتے ہیں۔ آسمان پر ستارے چمکنے لگتے ہیں۔ ہر طرف خاموشی چھانے لگتی ہے۔ ملازم پیشہ لوگ بھی گھروں کی طرف لوٹنے لگتے ہیں اور بازاروں میں چھل پہل بھی کم ہونے لگتی ہے۔ رات قدرت کی طرف ایک قسم کی لوڈ شیڈنگ ہے۔

سوال نمبر۳۔ آخری بند میں شاعر نے صبح کو "حسینۂ سحر"کے ایک کردار کی صورت میں پیش کرتے ہوئے اس کے استقبال کو کن لفظوں میں بیان کیا ہے؟

جواب: آخری بند میں شاعر نے "حسینہ سحر "کا کردار اس صورت میں پیش کیا کہ وہ ایک خوبصورت عورت کی طرح سونے کا بنا ہوا تاج اور نورانی لباس زیب تن کے ہوے پہاڑ پر چڑھ رہی ہو۔

سوال نمر۴۔ جملے بنائیں۔ یکایک۔ سعادت۔ صحت آفرین۔ جلوہ گاہ۔ جوئبار۔ آبشار

جواب:

الفاظ	جملے میں استعمال
یکایک	بم دھماکے کی آواز سن کر لوگ یکایک اپنے اپنے گھروں کو بھاگے۔
جلوہ گاہ	پہاڑوں میں قدرت کی ایک حسین و جمیل جلوہ گاہ نانگا پربت کی برف پوش چوٹی ہے۔ یا ؔ یہ جلوہ گاہ ناز تماشایوں سے ہے رونق جہاں کی انجمن آرایوں سے ہے
جوبار(بڑی نہر)	برسات کے دنوں میں جوبار میں طغیانی کی وجہ سے بہت سے مویشی بہہ گے۔

آبشار	وادی کشمیر کے پہاڑ خوبصورت آبشاروں سے بھرے پڑے ہیں۔

سوال نمبر۵۔ کنایہ کی تعریف کریں اور مثالوں کی مدد سے وضاحت کریں۔

جوب: کنایہ:

کنایا کے لفظی معنی چھپی ہوئی بات کے ہیں؛ علم بیان کی اصلاع میں کنایہ وہ لفظ ہے جس کے حقیقی معنی مراد نہ ہوں۔ اور اگر حقیقی معنی بھی مراد لیے جایں تو بھی کلام میں نقص واقع نہ ہو۔

مثالوں سے وضاحت:

(۱) "میں نے بال دھوپ میں سفید نہیں کیے"

یہاں کہنے والے کی مراد یہ ہے کہ بوڑھا آدمی ہوں اس لیے تجربہ کار ہوں۔ اسی طرح "سر پر چڑھنا "مجازی معنوں میں مغرور اور گستاخ کے لیے استعمال ہوتا ہے جبکہ کی اس سے حقیقی معنی یعنی "سر پر رکھنا "بھی مراد لیے جاسکتے ہیں۔

(۲) "سفید پوش "کے اصل معنی اُجلا اور سُتھرا لباس پہننے والے شخص کے ہیں۔ لیکن یوں بول چال میں یہ لفظ ایسے غریب مگر غیرت مند شخص کے لیے بولا جاتا ہے۔ جو اپنی غربت کو چھپانے کے لیے اُجلے کپڑے پہنتا ہے۔